نمبر ۳

قولہ تعالیٰ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم پ ۱۵ ع ۱

ترجمہ: یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے

مقصدِ قرآن

از

احمد علی عفی عنہ

المشتہر شعبۃ التالیف والاشاعۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

محرم سنہ ۱۳۶۹ھ

مفید عام الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حاجی [illegible] منیجر طبع ہوا

بار ششم ایک ہزار

غلام محمد کاتب

مقامی حضرات دفتر انجمن سے ۳ر کو لے سکتے ہیں بیرونی حضرات ۴ر کا ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں

یہ رسالہ اس سے پہلے آٹھ ہزار شائع ہو چکا ہے

المعرفت
ALMARIFAT

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اربابِ بسط و کشادِ جامعۂ ملیہ قرول باغ دہلی کی فرمائش پر حضرت مولٰنا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور نے شعبان ۱۳۵۵ھ میں ایک مضمون بعنوان "مقصدِ قرآن" جامعہ ملیہ میں زیر صدارت اسوۃ الصلحاء عمدۃ الفقہاء امام العلماء حضرت مولٰنا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دام مجدہم صدر جمعیۃ العلمائے ہند پڑھا۔ ذمہ دارانِ جامعۂ ملیہ اسے خود بصورت رسالہ شائع کرنا چاہتے تھے مگر بعض اشد مجبوریوں کی بناء پر کافی عرصے تک اُسے شایع نہ کر سکے اس لئے اراکین انجمن خدام الدین نے مسودے کے حصول کے لئے از حد کوشش کی تاکہ اُسے شعبۂ تالیف و اشاعت کی طرف سے شائع کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ شیخ الجامعہ قرول باغ دہلی کو جزاءِ خیر عطا فرمائے جنہوں نے ہماری درخواست کو شرفِ قبولیت بخش کر مسودۂ "مقصدِ قرآن" ارسال فرما دیا۔ چنانچہ مسودے کے وصول ہوتے ہی اس کی اشاعت کے متعلق جملہ انتظامات کیے گئے۔ آج خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ رسالہ موسومہ بہ "مقصدِ قرآن" طبع ہو کر آپ کے مطالعے کے لئے موجود ہے۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے ذریعے سے وہ غرض پوری کر دے جس کے لئے اِسے شائع کیا گیا ہے۔ اور اراکین انجمن خدام الدین کی اس سعی کو نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنائے۔

والحمد للہ اولاً و آخراً

خاکسار

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

شکریہ

محترم صدر عالی قدر، و برادرانِ ملّت! السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ
قبل اس کے کہ میں اپنے معروضات آپ کے گوش گزار کروں، ارکانِ جامعۂ ملیّہ قرول باغ دہلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس عاجز کو موقع دیا کہ اپنے خیالاتِ متشتّتہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ آپ کا یہ شہر دہلی صدیوں تک اسلامی سلطنتوں کا گہوارہ رہا ہے۔ سلاطینِ اسلام نے ہرفن کے کاملوں کی ایسی عزت افزائی فرمائی کہ ہر گوشۂ ملک سے فضلاء، علماء اور شعراء غرضیکہ ہرفن کے کاملوں کا یہ ملجاء اور ماویٰ بنا رہا۔ شہر

طرح شاہان اسلام کا دارالسلطنت تھا اسی طرح تمام علوم و فنون کے بادشاہوں کا بھی پایۂ تخت تھا، اسی قاعدے کے ماتحت یہاں کی زبان بھی کلام الملوک ملک الکلام رہی ہے۔ لہذا اردو زبان کی فصاحت و بلاغت اور لطافت سے جس طرح دہلی والے واقف ہیں، ہم پنجابیوں کو اُن کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہوسکتا، اس لئے میں اپنے معروضات میں یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ آپ انشاء کی لطافت کے لحاظ سے محظوظ ہوں گے، ہاں یہ ضرور عرض کروں گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو کڑوی دوا کی طرح میرے بے مزہ الفاظ میں ملّتِ اسلامیہ کی شفا کی تاثیر آپ کو نظر آئے گی۔ اگر آپ میرے خیالات کو دل کی توجہ سے سنیں گے اور اُن پر عمل پیرا ہونگے تو ملّتِ اسلامیہ کے مصائب دُنیا کے حل کے علاوہ آخرت کی مصیبتوں کا علاج بھی ان کے اندر پائیں گے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر ٭

طیّ منازل

برادرانِ ملت! یہ فطری قاعدہ ہے کہ مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کئی منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں۔ جتنا مقصد بلند ہوگا۔ اس کی بلندی تک پہنچنے کے لئے طالب

کوئی ارتقائی منزلیں چڑھنی ہوں گی۔ میں آپ کے سامنے احسن الخالقین، رب العالمین، احکم الحاکمین کے شہنشاہی فرمان یعنی قرآن کا مقصد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کی طرح اس کا کلام بھی سب سے اعلیٰ اور افضل ہے اور اس کا مقصد بھی تمام مخلوقات کے کلاموں سے بلند و برتر ہے۔ لہٰذا طیّ منازل کرکے ہمیں وہاں پہنچنا ہوگا، طالب کو چاہیئے کہ بُعدِ مسافت سے نہ گھبرائے اور ہر قدم کو قربِ مقصد کا ذریعہ خیال کرکے اُٹھاتا جائے اور ہر قدم پر فرحت و سرور کے آثار اپنے اندر پائے۔

مقصدِ تخلیق

برادرانِ اسلام! حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، چونکہ یہ جہان حکیم بالذات کا پیدا کیا ہوا ہے اِس کی ہر جنس اور ہر نوع، ہر صنف اور ہر فرد میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی، اجناس و انواع، اصناف و افراد جمادات کے ہوں یا نباتات اور حیوانات کے، یا نوعِ انسانی کی اصناف و افراد ہوں، ہر ایک چیز میں علیحدہ علیحدہ حکمت ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ شرحِ صدر فرمائے تو ہر ایک فرد میں ایسی حکمت پائی جاتی ہے جو دوسری جگہ نہیں ملتی، اگر پورے غور سے دیکھا جائے تو آپ پر ایک عجیب چیز منکشف ہوگی کہ افرادِ انسانی کی جس طرح صورتیں مختلف ہیں ایک

کی صورت دوسرے سے نہیں ملتی، اسی طرح ان افراد کی استعداد، ملکات، جذبات اور اعمال میں بھی ایک نمایاں رنگ پائیں گے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کی تخلیق کا ایک جداگانہ مقصد ہے، جو دوسری کسی چیز سے پورا نہیں ہوتا۔

حسنِ اشیاء

اتھکس (فلسفۂ اخلاقیات) میں اس پر بڑی ملبوط بحثیں ہیں کہ نیکی کیا ہے، اور اس کا معیار کیا ہے، میرے خیال میں آپ حضرات ان مباحث سے واقف ہیں ان مباحث کے یہاں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، امید کرتا ہوں کہ آپ ان چیزوں کو پیش نظر رکھکر میرے چند کلمات سنیں گے۔

ہر چیز کا حسن یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے وہ پیدا شدہ ہے وہ مقصد اس سے پورا ہو، اگر وہ مقصد حاصل نہ ہو تو قبیح کہلائے گی، سواری کا جانور اگر تیز رفتار نہیں ہے تو قبیح ہے، ڈیل ڈول اور جسم دشحیم ہونے کے لحاظ سے خواہ عمدہ کیوں نہ دکھائی دے، دودھ دینے والا جانور دودھ کی کثرت سے عمدگی کا لقب پائے گا، اگر یہ نہیں تو پھر خوبصورتی کے لحاظ سے ہرگز اچھا نہیں سمجھا جائے گا۔
علیٰ ہذا القیاس انسان جس مقصد کے لئے پردۂ عدم سے

صفحۂ ہستی پر لایا گیا ہے۔ اگر وہ اس سے بن آیا، تو اچھا یا بھلا ہونے کا لقب پائے گا، ورنہ جسیم و تسیم ہونے یا شکل و صورت کے لحاظ سے ہرگز اچھا نہیں کہا جائے گا۔

اشرفِ مخلوقات

اِنسان کو پردۂ عدم سے صفحہ ہستی پر لانے سے پہلے کرو بیانِ سماوی سے ارشاد ہوتا ہے:۔
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً لفظ خلیفہ کا مصدر خلافت ہے، الخلافۃ والامانۃ النیابۃ عن الغیر، الامامۃ کذافی المنجد لغت کی رہنمائی سے معلوم ہوا کہ خلیفہ کے معنی امیر یا امام یا دوسرے کا نائب ہے، لہذا انسان اپنے سے ماتحت تمام مخلوقات کا امام اور امیر ہے، اور خدا تعالیٰ کا نائب ہے انسان کی امارت اور امامت کو قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر بایں الفاظ واضح کیا گیا ہے۔
هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (یعنی ہر چیز انسان کے تابع فرمان بنائی گئی ہے)
لہذا امیر کا فرض ہوگا کہ اپنی خدا داد عقل کے ذریعے سے ہر چیز کے مقصد تخلیق کو سمجھ کر اُسے اپنے اور بنی نوع انسان کے لئے بہتر سے بہتر مفید اور کار آمد بنائے آپ کی تمام سائنٹیفک اختراعات اور انکشافات اسی زمرے میں ہیں ساتھ ہی اس کے انسان کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے مقصد

حیات کا پابند لگائے:- اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ، ترجمہ:- کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹو گے؟

خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے اس سوال کا یہ جواب ملتا ہے:-
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ترجمہ: میں نے جن اور انسان سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے پیدا نہیں کئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اور اس قول میں بھی اسی طرف اشارہ ہے:- اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ ترجمہ:- خبردار دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

اس کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بنکر رہے، اپنے جذبات و ملکات تابع فرمانِ خداوندی بنائے اپنی نقل و حرکت نشست و برخواست میں منصبِ عبودیت بھولنے نہ پائے، خوراک و پوشاک تک اور تمام معاملات مثلاً بیع و شراء نکاح و طلاق میں حدود عبودیت سے تجاوز نہ ہو جائے، تمدن، معاشرت، اقتصادیات، سیاسیات میں ہدایات الٰہیہ کا پابند نظر آئے غرضیکہ جس طرح نظامِ عالم کی دوسری چیزیں مقصدِ تخلیق کی تکمیل میں مصروفِ عمل ہیں اسی طرح یہ بھی اپنے مقصدِ تخلیق کی تکمیل میں مصروفِ کار نظر آئے، صدائے عبودیت کو بایں الفاظ قبول کر دکھائے:-

رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيْمَانِ أَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ - (آل عمران رکوع ۲۰) ترجمہ :- اے ہمارے رب، ہم نے ایک منادی سے سنا۔ جو ایمان کے لئے بلا رہا تھا، کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، چنانچہ ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش، اور ہم سے برائیاں دور ہٹا، اور ہمیں نیکو کاروں کے ساتھ وفات دے۔

اِنسان کی درماندگی

نباتات کی تربیت کا قدرت نے یہ طریقہ تجویز کیا ہے کہ چونکہ وہ نقل و حرکت نہیں کر سکتے، اس لئے انہیں جڑیں عطا فرمائیں، جن سے اپنی خوراک زمین سے جذب کر کے تنوں شاخوں اور پتوں کو پہنچا دیتے ہیں، حیوانات چونکہ نقل و حرکت کر سکتے ہیں، اس لئے اُن کے لئے اَقطاعِ ارض میں خوراک پیدا کر دی، اور ان کے دل میں القا کر دیا کہ چلیں، پھریں، رزقِ مقدر تلاش کر کے کھائیں، ضروریات خور و نوش کے علاوہ باقی ضروریات کے لئے انہیں الہام طبعی سے رہنمائی فرمائی، ارشاد ہے:-

أَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ترجمہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو بنایا، پھر (مقصد تخلیق کی طرف) راہ نمائی فرمائی یہی وہ الہام ہے، جسے آپ اپنی نفسیات کی اصطلاح

میں جبلّت (Instinct) سے تعبیر کرتے ہیں، ہر فرد حیوان اپنی تمام ضروریات بلا مدد استاد، الہام طبعی سے پوری کرلیتا ہے، مثلاً ہر حیوان جلب منفعت اور دفع ضرر اچھی طرح بغیر کسی کی تعلیم کے انجام دے دیتا ہے، بیا کا بدیع الصنعت گھونسلا بنانا اور شہد کی مکھی کا ایسے اصول ہندسہ کے مطابق گھر کا بنانا جس کے سمجھنے سے بڑے بڑے مہندس عاجز ہیں، اسی الہام طبعی کا کرشمہ ہے، اگر آپ غور فرمائیں گے تو اسی قسم کے الہاموں کی بیسیوں مثالیں آپ کو ملیں گی، بچّے کا ماں کے پستان سے دودھ پینا بھی اسی الہام طبعی کی بنا پر ہے، بخلاف انسان کے کہ بعض ضرورتیں تو الہام طبعی سے پوری کرتا ہے اور کچھ ضروریات جسمانی ایسی ہیں، جن میں ہر فرد انسان کو الہام نہیں ہوتا، اس کی تدبیر قدرت الٰہی نے یہ تجویز کی ہے کہ بعض انسانوں کو اس ضرورت کے حل کا الہام کردیا جاتا ہے، باقی سارا جہان اُن کے تجویز کردہ حل سے مستفید ہوتا ہے، مثلاً انجن، ہوائی جہاز، وائرلیس وغیرہ ایجادات بعض دماغوں کی کاوش کا نتیجہ ہیں، باقی تمام افراد اُن کے تجربے سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ انسان اپنی ضروریات جسمانی میں کسی نہ کسی قابل دماغ کا محتاج رہتا ہے، اور ایسے حکیم کی دستگیری اور رہنمائی کے بغیر اُس کی ضروریات کا پایہ تکمیل پر پہنچنا ناممکن ہے۔

ضروریاتِ روحانی

انسان نہ فقط جسم کا نام ہے، اور نہ محض روح کا بلکہ دونوں کے مجموعے کا نام انسان ہے، جسم کی ترکیب عناصر سے ہے، رحم مادر میں اس کی ترکیب تام ہونے کے بعد بامرِ الٰہی روح اُس کے ڈھانچے میں ڈال دی جاتی ہے، جس سے اُس کے اندر حسّ و حرکت پیدا ہوتی ہے، اس روح کی پھر دو قسمیں ہیں، ایک قسم تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے، اور دوسری قسم اہل دل حضرات کے نزدیک مشاہدے کی طرح یقینی ہے، روح حیوانی اور روح الٰہی روح حیوانی تو باقی حیوانات میں بھی ہے، جس کی بقا سے حیوان زندہ اور ذی حیوٰۃ ہے، اور اس کی علیحدگی سے حیوان مردہ کہلاتا ہے، لیکن انسان کا وہ جز جسے روح الٰہی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، وہ ایک نقطۂ نورانی ہے جو رب العالمین کی طرف سے انسان کو عطا ہوتا ہے، اس نقطۂ نورانی کا نام ملکیّت ہے، ملکیت کی خواہشات حیوانیۃ یا بہیمیّۃ سے بالکل مختلف ہیں، بہیمیّۃ چونکہ عالم ناسوت (مادیات) کی پیداوار ہے، اس لئے اُس کی مرغوبات طبع اشیاء ناسوتیہ ہیں، مثلاً عمدہ کھانے کھاتا، لذیذ اشیاء کا پینا، نفیس اور قیمتی کپڑوں کا زیب تن کرنا، بدن کا بناؤ سنگار کرنا، سربفلک عمارتوں میں رہنا، زیادہ سے زیادہ

ALMARIFAT

آرام دہ سواریوں پر سواری کرنا وغیرہ وغیرہ ، اور ملکیتہ کی مرغوبات طبع خدا کی یاد کرنا ، اُس کی تسبیح و تقدیس میں رطب اللسان رہنا۔ ہاتھ پاؤں کو خدا تعالیٰ کے حضور میں مشغول رکھنا دل و دماغ کو فکر رب میں مصروف رکھنا ، عالم ملکوت کے ملائکہ عظام کے زمرہ میں شامل ہونے کے لئے عالم ناسوت کی اشیاء سے بے رغبتی کا جذبہ بڑھانا عصیان ، طغیان ، اور عدوانِ قانون الٰہی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا وغیرہ ، جاننا چاہیئے کہ یہ دونوں قوتیں وجود انسانی کے لئے از بس ضروری ہیں ، مگر انسان کا کمال یہ ہے کہ حیوانیتہ یعنی بہیمیتہ ملکیتہ کے تابع رہے ، پھر حیوانیتہ کے افعال بھی ملکی افعال ہو جاتے ہیں ، اور یہیں سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ نوع انسان نوع ملک سے افضل ہے کیونکہ انسان باوجود ان موانع کے جو بہیمیتہ کے آثار ہیں ، مقتضائے ملکیتہ کے مطابق کام کرتا ہے ، اور اگر خدا نخواستہ اس کا برعکس ہو گیا تو :-

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ترجمہ :- (وہ چارپایوں کی طرح ہیں ، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ) کا مصداق ہو جاتا ہے۔

ملکیتہ کی استدعاء

انسان کی قوتِ ملکیہ نے زبان حال سے مجیب الدعوات کے دروازے کو کھٹکھٹایا ، نہایت عجز و انکساری سے استدعا کی کہ اے اللہ العالمین ، جس طرح تو انسان کی قوت بہیمیہ

کا خالق ہے، اسی طرح میں بھی تیری پیدا کردہ لونڈی ہوں تو میرے حال پر رحم فرما، اور انسان کو بذریعہ الہام ایسی ہدایات عطا فرما کہ وہ اپنی زندگی کے کسی شعبے میں میری خواہشات کی حق تلفی نہ کرنے پائے اے اللہ تو اُسے یاد الٰہی کا سبق سکھا، اسکے بعد اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی زندگی میں اسے ایسا نظام العمل (پروگرام) بنا جس سے مجھے نقصان پہنچنے پائے اور ایسے پروگرام میں انسان کا اپنا ہی نفع ہے کیونکہ اسکی دونوں زندگیاں سنور جائینگی ۔

انسان کی دو زندگیاں

قولہٗ تعالیٰ:- فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورہ بقرہ رکوع ۲۵) ترجمہ:- بعض آدمی کہتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں اجر عطا فرما ایسے شخص کے لئے آخرۃ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور بعض ان میں سے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دُنیا اور آخرۃ دونوں جگہ اجر عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا ۔

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (آل عمران رکوع ۱۶)

ترجمہ:- تم میں سے بعض دنیا چاہتے ہیں، اور بعض آخرۃ کے طالب ہیں ۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا وَمَنْ
اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا (بنی اسرائیل رکوع ع۲) ترجمہ:-

جو شخص دنیا چاہتا ہے ہم دنیا میں جتنا چاہیں اور جس کیلئے چاہیں اُسے دیدیں، پھر اُس کیلئے دوزخ تجویز کرینگے وہ اس میں بدحال راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرے اور اُس کے لئے کوشش کرتے بشرطیکہ وہ ایماندار ہو۔ پس انہی لوگوں کی کوشش شکریہ کی مستحق ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (عنکبوت رکوع ع۷)

ترجمہ:- اور یہ دنیا کی زندگی سوائے لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی آخرت کی ہے اگر انہیں اس کا علم ہوتا، تو ایسا نہ کرتے۔

آیات مذکورۃ الصدر سے مندرجۂ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:-

(۱) انسان کی دو زندگیاں ہیں۔

(۲) پہلی کا نام دنیا اور دوسری کا نام آخرت ہے۔

(۳) اصلی اور دائمی زندگی آخرت کی ہے۔

(۴) دنیا کی زندگی مانند کھیل اور تماشا کے ہے۔

(۵) جو شخص فقط دنیا کی زندگی کی کامیابی کا خواہاں ہے، وہاں وہ آخرت کی نعمتوں سے محروم ہوگا اور دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

(۶) جو لوگ آخرت کی زندگی کے قائل ہیں، اور اس کی کامیابی کے لئے کوشش کرتے ہیں، اُنکی کوششیں بار آور ہونگی

اور سرفراز ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔
مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ آخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ
ترجمہ:۔ جس شخص نے تمام غموں کو ایک غم بنالیا، یعنی آخرۃ کا غم لگالیا، اللہ تعالیٰ اُسے دنیا کے غموں سے نجات دے گا۔

حاصلِ سخن

یہ ہے کہ انسان کو عالم ناسوت کی بے بقا اور فانی زندگی سے منتقل ہوکر آخرت کی بابقاء اور غیر فانی زندگی کی طرف جاناہے، اور اس دار الفناء سے دار البقاء کے لیۓ اعمال صالح کا سرمایہ بہم پہنچانا ہے۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (نحل رکوع ۴) ترجمہ:۔ اور البتہ آخرۃ کا گھر بہتر ہے اور واقعی شرک سے بچنے والوں کا وہ گھر اچھا ہے وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، جن میں یہ داخل ہوں گے ان باغوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جس چیز کو ان کا جی چاہے گا وہاں انہیں ملے گی اسی طرح اللہ پرہیزگاروں کو جزا دیتا ہے۔ جن کی روح فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک ہوتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں، تم پر سلامتی ہو بہشت

میں داخل ہو جاؤ بسبب اُن اعمال کے جو تم کرتے تھے۔

قبولیّت دعاء

خدا تعالیٰ کا اعلان ہے:۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ترجمہ:۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جس وقت بھی مجھے پکارے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ملکیتہ کی اس استدعاء کو قبول فرمایا اور انسان کے معاش اور معاد کے لئے ایک ایسا مکمل قانون نازل فرمایا، جس پر عمل کرنے سے انسان معاشی زندگی کے انتہائی مراتب کمال تک پہنچ جائے، اور معاد کی زندگی میں اپنے کو جنت الفردوس کا مستحق بنائے، اس مکمل اور جامع قانون کا نام قرآن ہے، خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن کی عظمت کا سکّہ تمام اقوام عالم کے قلوب پر بٹھانے کے لئے تحدّی کے ساتھ یہ اعلان فرمایا:۔

فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سورۃ بقرہ رکوع ع ۳) ترجمہ:۔ پس تم اس جیسی کوئی سورۃ لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو، اگر تم سچے ہو۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل رکوع ع ۱۰)

ترجمہ:۔ کہہ اگر جمع ہو جائیں آدمی اور جن اس پر کہ ایسا قرآن لاویں

(نو) ایسا نہ لاسکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں اور ساتھ ہی اسکے حلقہ اشاعت کی وسعت کو ان الفاظ سے ظاہر فرمایا:-

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ

(سورہ فرقان رکوع ۱) ترجمہ:- بڑی برکت والا ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ جہان والوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔

العٰلمین، عالم کی جمع ہے، اور الف اور لام استغراق کا ہے۔ جس کی مراد یہ ہے کہ قرآن حکیم سارے جہان والوں کیلئے ہے

مختلف پہلو

مقصد قرآن حکیم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ انسان کی مندرجۂ ذیل شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے:-

(۱) اعتقادات صحیحہ (۲) عبادات بدنیہ و مالیہ

(۳) اخلاق (۴) تمدن

(۵) معاشرت (۶) اقتصادیات

(۷) سیاسیات۔

نتیجہ

مسلمان اگر ان سات عنوانوں پر صحیح معنی میں قرآن حکیم کو رہنما بنائیں تو:-

(۱) اعتقادات کے لحاظ سے اُنکا سا مخلص اور مقبول کوئی نہ ہو
(۲) عبادات کے لحاظ سے اُن جیسا عابد دنیا میں نظر نہ آئے۔
(۳) اخلاق کے لحاظ سے ساری دنیا انکی شرافت کے سامنے ندامت سے سر جھکائے، اور اپنی درستی اخلاق کے لئے انہیں نمونہ بنائے۔
(۴) تمدنی ارتقاء کے لحاظ سے ساری دنیا کے امام نظر آئیں
(۵) ان کی معاشرت اتنی اعلیٰ اور قابل رشک ہو کہ تمام اقوام عالم اپنی اپنی قوموں کے ظلموں سے بچنے کے لئے ان کی سوسائٹی میں آکر پناہ لیں۔
(٦) اقتصادیات کے لحاظ سے ان جیسا دولت مند اور صاحب ثروت کوئی نظر نہ آئے۔
(۷) سیاسیات میں خلافت ارضی کا وارث انہیں بنا دیا جائے، اور تمام اقوام عالم ان کے حلقۂ غلامی میں زندگی بسر کرتے نظر آئیں، وذلک علی اللہ یسیر وما ذالک علی اللہ بعزیز ۔

اسلام کی برکت

ہندوستان کے مسلمان جس طرح دوسرے گوہر کھو چکے ہیں، اسی طرح اُن کی ذہنیت بھی غلامانہ ہوگئی ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یورپ کی دستگیری کے سوا ہماری ضروریات زندگی میسّر نہیں ہو سکتیں۔ یورپ کی کورانہ تقلید کو فخر خیال کرتے ہیں، اور عموماً یہی سمجھا جاتا ہے کہ موجودہ مادی ترقی کا موجد

یورپ ہی ہے، حالانکہ اگر تفتیش کیجائے تو یورپ اسلام کا ریزہ چین ہے، اسلام ہی سے یورپ نے یہ خوبیاں لی ہیں تمدن کے تمام شعبوں میں عربوں کو ایک صدی کے اندر جو حیرت انگیز ترقی حاصل ہوئی ہے، دوسری قوموں کے لئے کئی ہزار برس تک بھی مشکل تھی، اس فوری ترقی کے کیا اسباب ہیں اور کیوں وہ قوم اس قدر جلدی سرسبز و شاداب اور کامیاب ہوئی، اس کا فقط ایک ہی جواب ہے کہ مذہب اسلام ہی کی تعلیمات کا یہ نتیجہ ہے کہ اس قدر عمدہ اور اعلیٰ تمدن انہیں نصیب ہوا، اور وہ بہت تھوڑے عرصہ میں ترقی کے اس زینے پر پہنچ گئے جہاں تک رومی اور یونانی بھی نہیں پہنچ سکے تھے۔

اسلامی ترقّی کی خصوصیّت

دنیا کی وہ تمام اقوام جن پر اسلام نے اپنا نور ڈالا، تمدن کی روشنی سے جگمگا اٹھیں، اسلام جہاں کہیں بھی گیا علم و حکمت اور تمدن اس کے ہمرکاب تھے، عرب، مصر، فارس، شام، اندلس، مراکش، ترکستان، ہندوستان غرضیکہ جہاں بھی اسلام گیا، ایک آفتاب تھا، جس نے ساری دُنیا کو علم و حکمت کی روشنی سے منور کر دیا، اسلام نے اپنے متبعین کو ایسے احکام دیئے ہیں جو شائستگی اور تمدن کے اعلیٰ ترین مدارج پر فائز کرنے اور تمام قوموں میں ممتاز جگہ

دلاتے ہیں پُر اثر ثابت ہو چکے ہیں، اسکی تائید میں ایک فاضل امریکی کی رائے ملاحظہ ہو" دُنیا میں اکثر کامیابی صداقت کا معیار رہی ہے، اہل اسلام اپنی رفتار تمدن کی سرعت اور اس کی شان و شوکت کے ثبوت میں اپنے پیغمبر کی دعوت الہامی کو پلیش کر سکتے ہیں . . . . . . یہ خیال کرنا قطعی غلط ہے، کہ اہل عرب کی ترقی بزور شمشیر ہوئی ہے" (انٹیلیکچوئل ڈیولپمنٹ آف یورپ جلد اول ص۳۳۲ از ڈاکٹر ڈریپر) یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ڈاکٹر ڈریپر وہ شخص ہے جس کی کتاب کا ترجمہ معرکۂ مذہب و سائنس کے نام سے مشہور ہے، جس میں سائنس کے مقابلے میں وہ مذہب کو بالکل ہیچ سمجھ رہا ہے، اگرچہ وہ مذہب، مذہب عیسائیت ہے۔ تاہم اس کی شہادت اہل نظر کے نزدیک بڑی وقعت کے قابل ہے، وہ شخص مذہب سے آزاد ہونے کے باوجود اسلام کی تعریف میں اس قدر رطب اللسان ہے۔

نتیجہ۔ ڈاکٹر ڈریپر کے اس استدلال سے ناظرین بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ جس چیز نے مسلمانوں کو دنیا کی تمام قوموں پر فتح یاب بنایا، اور انہیں اس عظیم الشان تمدن کا بانی ٹھہرایا وہ مذہب اسلام ہی کی پاک تعلیم تھی۔

یورپ کا اقرار

یہ امر مسلّم ہے کہ اسلام نے تمدن یورپ پر ایسا گہرا

ALMARIFAT

اور پائیدار اثر ڈالا ہے، اور ایک ایسی صحیح بنیاد قائم کی ہے جس پر یورپ نے اپنے تمدن اور تہذیب کی عمارت تعمیر کی، یورپ کا موجودہ دور ارتقاء جس نے اسے انتہائی کمال پر پہنچایا ہے وہ اسلامی اثرات کا ایک بیّن نتیجہ ہے جب کہ یورپ کا آسمان قرون وسطی میں چاروں طرف سے وحشت اور جاہلیت کی تاریکی میں گھرا ہوا تھا، ایسے وقت میں اسلام کی نورانی صبح وہاں نمودار ہوئی، جو تہذیب و تمدن کی روشنی کو پھیلاتی اور تمام آفاق پر اپنا اثر ڈالتی ہوئی نظر آئی، فرانسیسی مستشرق پروفیسر سدیو اہل عرب کی بیش بہا ایجادات اور اُن کے علوم و فنون کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "ہمارے موجودہ دور تمدن کے ہر ایک شعبۂ عمل میں اہل عرب کے اثرات صاف طور پر نمایاں ہیں، نویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک اس عظیم الشان لٹریچر کی بنیاد پڑ چکی تھی، جو اب تک قائم ہے، قسم قسم کی پیداواریں اور بیش بہا ایجادات جو دماغ کی حیرت انگیز فعالیت نے اس زمانہ میں کیں، اور اُن کا اثر مسیحی یورپ پر پڑا، اس سے ہمارے اس خیال کو تقویت پہنچتی ہے کہ اہل عرب نے تمام چیزوں میں ہماری رہنمائی کی ہے، ایک طرف ازمنۂ وسطیٰ کی تاریخ کے لئے ہم بے اندازہ مواد پاتے ہیں جو سفرناموں اور سوانح عمریوں میں بکثرت موجود ہے، دوسری طرف ہم بے نظیر صنعت و حرفت اور اصول انجنیری بالفعل و بالقوہ اور دیگر علوم و فنون میں اُن کے انکشافات

کو معلوم کرتے ہیں، کیا یہ سب باتیں اُن لوگوں کے کارناموں کو واضح اور نمایاں نہیں کرتیں، جو بہت مدت سے حقارت اور نفرت سے دیکھے جاتے ہیں" ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۸ صفحہ ۲۷۵

ایک اور یورپین مؤرخ کا قول ملاحظہ ہو۔ ڈاکٹر گسٹاولی بان لکھتا ہے "عربوں کا اثر مغرب کی زمین پر بھی اتنا ہی ہوا جتنا مشرق پر ہوا، اور انہیں کی بدولت یورپ نے تمدن حاصل کیا"

تمدن عرب مترجمہ ڈاکٹر سید علی بلگرامی صفحہ ۵۱۳

مختلف شعبہ جات میں مسلمانوں کی ترقی کے نمونے

سلطنت اسلامی کی وسعت

قرآن نے اپنے متبعین سے ساری دنیا کی بادشاہت کا وعدہ فرمایا ہے:-

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (سورہ صف رکوع ۱)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اسے سارے دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک اُسے ناپسند کریں۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ الآية (سورہ نور رکوع ۷)

ترجمہ:- جو تم میں سے ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں گے۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے زمین میں بادشاہت کا وعدہ فرمایا ہے

جس طرح پہلوں کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی عطا فرمائی تھی۔

چنانچہ عرب ایسے غیر مہذب، غیر متمدن، امور سلطنت سے ناآشنا جنہیں متمدن حکومتیں اپنے حلقۂ اثر میں لینا بھی پسند نہ کرتی تھیں، اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے ہی ایک صدی کے اندر اتنے بڑے طاقتور بادشاہ بن گئے کہ دنیا میں اُن کی نظیر نہیں ملتی تھی، ایشیا کا بڑا حصّہ اور متمدن یورپ کا معتدبہ حصّہ اُن کے زیرنگیں تھا، بنی امیہّ کی سلطنت ایشیا میں عرب، عراق عرب، افغانستان اور ہندوستان میں ملتان تک وسیع ہوگئی تھی افریقہ میں مصر، اطرابلس، تونس، الجزائر، اور مراکش اُن کے زیرنگیں تھا، اقصائے یورپ یعنی اندلس میں حکمرانی کر رہے تھے، اندلس میں مسلمانوں کی حکومت سات سو سال تک رہی ہے، اس کے بعد خلافت بنی امیہّ کے لوگ اندلس سے فتوحات کرتے کرتے اور ادھر سے ترک علم اسلام بلند کرتے ہوئے وسط یورپ میں آسٹریا اور ہنگری تک پہنچے ہیں، چنانچہ ہنگری کا صدر مقام بوداپیسٹ میں آج تک گل بابا کی خانقاہ موجود ہے، جو ترکی فوج میں بحیثیت ایک سپاہی کے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے، اور بنی امیہّ اندلس سے فتوحات کرتے ہوئے جنوبی حصّہ فرانس اور اٹلی کے شمالی حصّہ اور سوئٹزرلینڈ تک پہنچے ہیں۔ یورپ کے ان ممالک پر مسلمانوں نے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سو سال تک حکومت کی ہے، اور ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ایک ہزار برس تک رہی ہے۔

حاصل یہ ہے :- کہ اسلام نے اپنے متبعین سے خلافت ارضی کا جو وعدہ کیا تھا، اس کا ایفاء کر دکھایا ایشیا یورپ اور افریقہ کی سلطنتوں کا انہیں مالک بنایا، اور یہ ثابت کر دیا کہ ایک سچا مسلمان ساری دنیا پر حکومت بھی کر سکتا ہے۔

اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

یہ ظاہر ہے کہ جہاں جہاں اسلام نے حکومت کی ہے وہاں تو تبلیغ یقیناً ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس کے سوا بھی مسلمانوں نے تبلیغ میں وہ سرگرمی دکھائی ہے جو دوسری قوموں کے لئے باعث رشک ہو سکتی ہے، چنانچہ اقصاء شرق میں چین جزیرہ نما ملایا اور مجمع الجزائر یعنی جاوا سماٹرا بورنیو اور مجمع الجزائر فلپائن تک پہنچے ہیں، ان کی تبلیغی سرگرمیوں کا یہ نتیجہ ہے، کہ آج مندرجہ ذیل ممالک میں بہ تعداد ذیل مسلمان موجود ہیں :-

یورپ

فرانس	ایک لاکھ
بلجیم	پانچہزار
یوگوسلافیہ	تیرہ لاکھ سینتیس ہزار
بلغاریہ	چھ لاکھ
روس	ایک کروڑ تیئیس لاکھ پچیس ہزار

افریقہ

فرنش گائنا	سولہ لاکھ

فرنچ نائیجیریا	نو لاکھ باون ہزار
برٹش نائیجیریا	ستنتر لاکھ پچانوے ہزار
جزیرہ مڈغاسکر	چھ لاکھ ستر ہزار
کینیا	دس لاکھ
حبشہ	تیس لاکھ

امریکہ

جنوبی امریکہ	دو لاکھ
شمالی امریکہ ریاست ہائے متحدہ	پچیس ہزار
جزیرہ ٹرینیڈاڈ	پچیس ہزار

ایشیا

چین	سات کروڑ
جزائر مالدیو	ستر ہزار
سنگاپور	پچاسی ہزار
سارواک	اسی ہزار

شمالی بورنیو

ملایا سٹیٹس	پندرہ لاکھ بیالیس ہزار پانسو بانوے
جاوا	تین کروڑ ساٹھ لاکھ
سماٹرا ۔	چھیاسٹھ لاکھ
جزائر فلپائن	چار لاکھ تینتالیس ہزار پانسو سینتیس
ہندوستان	نو کروڑ

مسلمانوں کی روز افزوں ترقی

امریکہ کا مشہور سہ ماہی انگریزی رسالہ مسلم ورلڈ۔ جو عیسائیوں کا تبلیغی رسالہ ہے جولائی ۱۹۳۶ء کے پرچہ میں مغربی افریقہ میں مسلمان آبادیوں کے مندرجہ ذیل اعداد پیش کرتا ہے

سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۹۲۱ء	سنہ ۱۹۳۱ء
گیمبیا - ایک لاکھ پندرہ ہزار	ایک لاکھ تریسٹھ ہزار	ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار
شمالی نائیجیریا - اکسٹھ لاکھ سترہ ہزار پانسو	سڑسٹھ لاکھ	پچھتر لاکھ انچاس ہزار دو سو اٹھتر
جنوبی نائیجیریا - چار لاکھ چوبیس ہزار	چار لاکھ تینتالیس ہزار	چار لاکھ تریسٹھ ہزار
سینیگال - سات لاکھ پچاس ہزار	آٹھ لاکھ پچاس ہزار	بارہ لاکھ پچیس ہزار
فرنچ سوڈان - چار لاکھ چوالیس ہزار	پانچ لاکھ تیس ہزار	سات لاکھ دس ہزار
فرنچ گائنا - آٹھ لاکھ ننانوے ہزار چار سو	نو لاکھ اکاون ہزار	بارہ لاکھ پینتالیس ہزار
گیمبیے[1] رونتز پانچ لاکھ	پانچ لاکھ تیس ہزار	پانچ لاکھ انسٹھ ہزار

جزیرہ مدغاسکر جو افریقہ کے جنوب مشرق میں بہت بڑا جزیرہ ہے، یہاں ۱۵۰۶ء تک تمام مسلمانوں کی آبادی تھی، اس کے بعد پرتگیزوں کا قبضہ ہوا، اس وقت بھی وہاں مسلمانوں کی ستر مسجدیں موجود ہیں، یورپ کے اقصاء شمال میں فنلینڈ

[1] ان تمام علاقوں کی مسلم آبادیاں بتدریج بڑھتی رہتی ہیں، حالانکہ کسی جگہ اسلامی حکومت نہیں اور نہ کہیں اسلام کی تلوار کام کر رہی ہے۔

ALMARIFAT

ہیں مسلمانوں کی آبادی اور مسجدیں بھی پائی جاتی ہیں +

یوگوسلافیہ کے تفصیلی حالات

امید کرتا ہوں کہ اس سلطنت کے حالات دلچسپی کا موجب ہوں گے، اس میں تیرہ لاکھ سینتیس ہزار مسلمان موجود ہیں، وہاں کے مسلمان چونکہ زیادہ منظم ہیں، اس لئے ان کا بہت بڑا عالم جو رئیس العلماء کہلاتا ہے، وہ حکومت میں بحیثیت وزیر کے ہوتا ہے، اسی کے حکم سے قاضی وغیرہ مقرر کئے جاتے ہیں، رئیس العلماء کے ماتحت نو مفتی ہیں، مفتیوں کے ماتحت ائمہ مساجد ہیں، مبلغ اور مدرس تیار کرنے کے لئے بائیس مدرسے ہیں، ان مدارس کے فارغ التحصیل امام مقرر کئے جاتے ہیں +

یوگوسلافیہ کی مساجد اور قاضی

یوگوسلافیہ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ میں گیارہ سو بیس مسجدیں اور دوسرے میں گیارہ سو اکتیس مسجدیں ہیں، اس ملک میں ایک سو پچاس قاضی سرکاری طور پر مسلمانوں کے فیصلہ جات کے لئے مقرر ہیں۔

اور تمام فیصلہ جات مسلمانوں کے قانون کے مطابق ہوتے ہیں۔

یوگوسلافیہ کے اوقاف

یہاں بڑے بڑے وقف ہیں، ایک وقف کی آمدنی

۱۱۲۷۵۱۳۳ دینار ہے، اور مجموعی آمدنی اوقاف کی ۵۴۴۸۱۶۱۰ دینار سالانہ ہے، یہاں مسلمانوں کا اپنا بنک ہے، جس کا سرمایہ ۴۲۰۰۰۰۰ دینار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کی تبلیغی سرگرمیوں کے یہ نتائج ہیں، کہ کفرستان یورپ میں اب تک اتنی تعداد مسلمانوں کی موجود ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیاں

شمالی حصہ یورپ بحیرہ بالٹک کے ساحلوں پر عربی سکوں کے بہت سے دفینے ملے ہیں، ایک ایک دفینہ میں تقریباً پندرہ ہزار درہم و دینار نکلے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے تجارتی تعلقات یہاں تک پھیلے ہوئے تھے، اس کے علاوہ قرون وسطیٰ میں سارے یورپ کی تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی، یورپ میں ہر چیز مسلمانوں کی بنائی ہوئی استعمال کی جاتی تھی، یہاں تک کہ پادری جو عبا استعمال کیا کرتے تھے، ان کی بنت ہی میں قرآن حکیم کی آیات مکتوب ہوتی تھیں۔

پیمانے

اور ان کے پیمانے بھی عربی ساخت ہی کے تھے، یہاں تک کہ آج بھی یورپ میں بعض چیزیں انہی کی رائج ہیں

چنانچہ قیراط کو آج کل یورپ میں (carat) کیرٹ کے نام سے استعمال کیا جاتا ہے ۔

افریقہ کی تجارت

افریقہ کے تمام سواحل پر مسلمان ہی تجارت کرتے تھے ۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی تجارت

ہندوستان کے ساتھ بھی اُن کی تجارت کے روابط تھے چنانچہ سب سے پہلا یورپین جو ہندوستان آیا ہے ، واسکوڈی گاما ہے ، اسے ایک عرب ملاح عبدالماجد ہی لایا تھا ۔

مسلمانوں کی علمی خدمات

دُنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے علوم و فنون کی سرپرستی کی ہے ، اور جس کے پیرو بحیثیت پابند مذہب ہونے کے آسمان علم پر روشن ستارے بن کر چمکے ، آج جس طرح طلبا انگریزی ، جرمن اور اطالوی یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے کے لیئے جاتے ہیں اسی طرح کسی زمانہ میں انگلستان ، فرانس ، جرمن اور اٹلی کے لوگ علوم و فنون حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے ممالک میں آتے تھے ، جہاں قرطبہ ، غرناطہ ، ازہر اور بغداد کی یونیورسٹیاں ہر طرف نور علم کی بارش کر رہی تھیں ، آج

جبکہ اسلام کو ذہنی ترقی کا دشمن سمجھا جاتا ہے، جب یہ خیال جاگزین ہو چکا ہے کہ اسلام عقل اور خرد سے انسان کو محروم کر دیتا ہے، یہ بات حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے کہ کبھی ایسا زمانہ بھی تھا جبکہ مسلمانوں نے بحیثیت مسلمان ہونے کے دنیا میں علوم و فنون میں ترقی کی، حقیقت آشنا نظریں دیکھ چکی ہیں کہ دنیا میں مشعل علوم کو روشن اور بلند رکھنے کا جو کام مسلمانوں نے کیا وہ دنیا کی کوئی دوسری قوم نہیں کر سکی۔

یورپ میں از منۂ وسطیٰ میں رومی اور یونانی علوم و فنون کی ترقی کا افسانہ بالکل فراموش ہو چکا تھا، اور اس وقت اہل یورپ عملی طور پر اُن علوم کی نسبت کچھ بھی واقف نہ تھے، رومی اور یونانی علوم کے زوال کے بعد سے یورپ میں بھی علوم کا تنزل پیدا ہو گیا تھا اور اُس وقت سے گویا، تمام علمی کتابوں پر مہریں لگ گئی تھیں، اگر ایسے وقت میں اہل اسلام نے اس قدیم ذخیرۂ کتب کو جس میں رومی اور یونانی علوم و فنون کے بیش بہا خزانے محفوظ تھے جانفشانی اور صرف کثیر سے حاصل کر کے اپنی زبان میں منتقل نہ کر لیا ہوتا، اگر انہوں نے ان قدیم اقوام کی عظیم الشان یادگاروں کو فنا ہونے سے نہ بچایا ہوتا تو اس میں ذرا بھی شک نہ تھا کہ اہل یورپ جو آج تمام اقوام عالم کے پیش رو نظر آتے ہیں، تمدن و تہذیب کے

علم بردار نہ بن سکتے، ہمارا یہ دعویٰ تاریخی شواہد پر مبنی ہے اور خود یورپ کے ماہران تاریخ کو اس امر کا اعتراف ہے چند مشہور مصنفین یورپ کے اقوال ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

(۱) موسیو گستاولی بان لکھتے ہیں: "صرف عربوں کی بدولت تصانیف قدیم ہم تک پہنچی ہیں، اور دنیا کو ہمیشہ ان کا ممنون رہنا چاہیئے کہ انہوں نے اس بے بہا ذخیرہ کو تلف ہونے سے بچا لیا۔[۱]"

(۲) مارگولیتھ لکھتا ہے "۔ انہی کی تصنیفات کی بدولت یورپ میں فلسفہ یونان پھر زندہ ہوا[۲]"۔

(۳) پروفیسر رینالڈ نکلسن لکھتا ہے "۔ اگرچہ مسلمانوں نے جن مختلف شعبہ جات علوم میں قیمتی اضافے کئے انہیں ضرور تسلیم کرنا چاہیئے، مگر یہ تحقیقات و انکشافات اس بار احسان کے مقابلے میں بہت کم وقعت رکھتے ہیں، جو اہل عرب نے از منۂ وسطیٰ میں یورپ پر بطور رہنمایان و مشعل برداران علم کے ہم پر کیا[۳] ہے"۔

تراجم اور فلسفہ یونان

کسی قوم کی ترقی علم و ادب کا ابتدائی زمانہ بیرونی ممالک کے مصنفین کی کتابوں کے ترجمہ سے شروع ہوتا ہے، اہل

---

[۱] تمدن عرب ص۱۱۱۵ [۲] محمدنزم ص۲۴۴

[۳] لٹریری ہسٹری آف دی ایربز ص۳۵۹

اسلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوئے، انہوں نے قدیم اہل یونان کی تقریباً تمام تصانیف کو جو دست بردِ زمانہ سے تلف ہو جانے کے قریب تھیں، یہی نہیں کہ اپنی زبان میں منتقل کر لیا، بلکہ اپنا بنا لیا، انہی کے ذریعے سے فلسفہ یونان کا نام پھر زندہ ہُوا، یونانی فلسفہ کی کتابوں کے ترجمہ کی طرف مسلمانوں کی توجہ خاندان عباسیہ کے مشہور تاج داروں منصور و ہارون اور پھر ہارون کے خلف الرشید' مامون' کے عہد زرین میں ہوئی، یہ وہ زمانہ تھا جب یونانی منطق و فلسفہ کی تحصیل کفر و الحاد کے مترادف تھی، چنانچہ یہ ضرب المثل ہو گئی تھی، کہ من تمنطق فتزندق لیکن آزاد خیال مسلمانوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی، اور ان خلفاء کی سرپرستی میں یونانی علوم کا سرمایہ اپنی زبان میں منتقل کر لیا، خلیفہ ہارون الرشید نے اس کام کے لئے بیت الحکمت قائم کیا تھا، جس میں بلا لحاظ مذہب و ملت بڑے بڑے ماہرین السنہ اور فضلاءِ وقت کو شریک کیا گیا تھا، ہر مترجم کو تقریباً چار ہزار درہم ماہوار تنخواہ ملتی تھی، چنانچہ انہیں مترجمین میں منکا نامی ایک ہندو فاضل بھی تھا۔ اسکے علاوہ خود رومی سلطنت سے بہت فضلاء طلب کئے گئے تاکہ وہ تمام کتب قدیمۂ یونان کا عربی میں ترجمہ کریں اس کے عہد میں فلسفہ یونان کی اکثر کتابیں ترجمہ ہوئیں، اس کے بعد مامون الرشید نے اس کام کو اور ترقی دی، اور اس میں یہاں تک کوشش کی، اور اس قدر سخاوت

سے کام لیا کہ جس قدر ترجمہ کیا جاتا، اسی کے ہم وزن سونا دیتا تھا[1]

مامون ہی کی تقلید بغداد کے اکثر امراء واہل دول نے کی، اس لئے وہاں عراق، شام، فارس، روم اور ہندوستان سے ترجمہ کرنے کے لئے حکماء اور برہمن پنڈت وغیرہ آنے لگے، یونانی، فارسی سریانی، قبطی اور لاطینی زبانوں سے مختلف علوم وفنون کی کتابوں کے ترجمے ہونے لگے، مامون کے بعد بھی چند خلفاء کے زمانے تک یہی طریقہ جاری رہا، اور تمام اہم کتابیں علوم قدیمہ کی عربی میں ترجمہ کر لی گئیں[2]

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مسلمانوں نے کتب فلسفہ ودیگر علوم یونان کی محافظت کی، اور اُسے نئی زندگی بخشی، اور یورپ کو نہ صرف اُن بیش بہا تصنیفات سے آشنا کر دیا بلکہ اُن کا پڑھنا سکھایا، اہل یورپ کو مجبوراً ماننا پڑا ہے کہ اُن قیمتی خزانوں کے محافظ مسلمان ہی تھے +

مصنفین یورپ کا اقرار

"اگر ہم علوم انسانی کی تمام تاریخ کا پتہ چلائیں، اور اس حقیقت کو یاد رکھیں کہ یونان نے اسکندریہ میں رومی علوم کو زندہ رکھا تو ہمیں علوم یونان کے مقدس ڈپو کی محافظت کو یورپ کی علمی نشاۃ ثانیہ کے زمانے

---

[1] علوم عرب جرجی زیدان صـ ۱۷ [2] علوم عرب جرجی زیدان صـ ۱۷

تک عربوں ہی سے منسوب کرنا پڑے گا۔

تاریخ کی خدمت

دنیا جانتی ہے کہ فن تاریخ کو مسلمانوں نے کس درجہ پر پہنچا دیا، فن تاریخ کی تدریجی ترقی کا اگر سراغ لگایا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس فن کے ساتھ مسلمانوں سے زیادہ کسی قوم نے اعتناء نہیں کیا، اسماء الرجال جو اس فن کی بڑی اہم شاخ ہے، مسلمانوں کا اس سے اعتناء دینی ضرورت سے تھا کیونکہ صحتِ حدیث کا مدار رُواۃ پر ہے اس فن کے دقائق کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک یورپین مستشرق کا قول ہے "مسلمانوں کی کتابوں سے پانچ لاکھ آدمیوں کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں، انھوں نے اس فن میں اس قدر ترقی کر لی تھی کہ ان کی طرز تاریخ نویسی پر کسی قسم کا اضافہ کرنے کی گنجائش نظر نہیں آتی، فلسفۂ تاریخ کے اصول کو جس طرح ہمارے مشہور مؤرخوں نے سمجھا، وہ کئی صدیوں کے بعد آج یورپ کی سمجھ میں آئے

جغرافیہ

مسلمانوں نے جغرافیائی تحقیقات میں جو کوششیں کی ہیں، اس کا اعتراف اکثر مصنفین یورپ کو ہے لہٰذا مگر باوجود

لہ ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۸ صفحہ ۲۷۶

اس اعتراف کے مسلمانوں کا علم جغرافیہ ذاتی مشاہدات پر مبنی ہے، جہاں علم جغرافیہ نے سائنٹیفک طرز اختیار کی ہے، وہاں وہ بطلیموس سے ماخوذ بتایا جاتا ہے لیکن ان مصنفین کو نہیں معلوم کہ پہلے پہل یورپین جغرافیہ دان اور نقشہ کش عربی کتابوں ہی کے طفیلی تھے۔

علم جغرافیہ میں مسلمانوں کی تحقیقات و اکتشافات کا اندازہ اُن کے اُن سفر ناموں سے ہوتا ہے۔ جو انہوں نے دور و دراز ممالک کی سیر و سیاحت اور ذاتی مشاہدات سے کئے ہیں، عجیب و غریب جغرافیائی معلومات سے پُر ہونے کے علاوہ یہ سفر نامے علم الآثار کا بیش بہا ذخیرہ معلومات ہیں، مارگولیتھ لکھتا ہے۔" ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے دو مشہور سیاحوں ابن جبیر اور ابن بطوطہ کے سفر نامے ہمارے پاس موجود ہیں، آخر الذکر کا سفر نامہ عالمان آثار قدیمہ کے لئے معلومات کی ایک کان ہے، اور یورپ کی ایک سے زیادہ زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے[1]۔

ابن بطوطہ نے پچھتر ہزار میل کی مسافت طے کی تھی، یعنی زمین کے محیط کے تگنے سے بھی زیادہ ابوریحان بیرونی نے پانچویں صدی ہجری میں زمین کا محیط ریاضی کے قاعدوں سے نکالا، جو مامون کے زمانہ کی تحقیقات سے زیادہ صحیح تھا، اور اگرچہ اقوام یورپ نے بیرونی سے زیادہ صحیح نتیجہ نکال

[1] محمڈنزم ص ۶۳

دبا ہے، لیکن یاد رہے کہ بیرونی اور مامون کی تحقیقات میں جتنا فرق ہے، اس سے بہت کم فرق بیرونی اور آج کل کی تحقیقات میں ہے، یہ وہ کارنامہ ہے، جس میں ارسطو کو بھی بڑی فاش غلطی ہوئی ہے۔

ہیئت اور نجوم

"اس فن کو ایک مکمّل سائنس کے درجہ پر پہنچا دینے والے مسلمان علماء تھے، اور یہ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس فن میں مسلمانوں نے اس قدر ترقّی کر لی تھی کہ وہ کام جسے اقوام یورپ نے بالکل زمانہ حال میں کیا ہے وہ اس وقت کر چکے تھے[1]"

طامس بکل مسلمانوں کے علم نجوم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: "علوم کی اگر کوئی شاخ جسے اہل عرب نے سائنس کے رتبہ پر پہنچا دیا ہے، تو وہ نجوم ہے، جس میں آٹھویں صدی کے وسط میں خلفاء کی زیر سرپرستی انھوں نے بہت کچھ کمال پیدا کیا، اور اُسے ترقی دیتے رہے ہے"

الجبر و المقابلہ

مسلمانوں میں سب سے پہلے اس علم پر جسے اطلاع ہوئی وہ عہد مامون کا مشہور مترجم ابو جعفر محمد بن موسیٰ خوارزمی

---

[1] تمدن عرب صفحہ ۴۷۲ ہسٹری آف دی سولزیشن آف یورپ ج ۱ صفحہ ۱۲۷ کا نوٹ نمبر ۱۲۱

ہے، اس فن میں اس کی کتاب الجبر والمقابلہ بہت مشہور ہے، جو کہ ۱۸۳۱ء میں علامہ روزن کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ لنڈن میں چھپکر شائع ہوگئی ہے، عیسائی مورخ جرجی زیدان کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے "کہ اہل یورپ نے اپنی آخری اور موجودہ ترقی میں جبر و مقابلہ بالکل عربی سے لیا ہے[1]"

ڈاکٹر نوفل کی بھی یہی رائے ہے، لیبان کہتا ہے "عربوں نے علوم ریاضیہ کو بہت رواج دیا، انہوں نے جبر و مقابلہ میں بڑی ترقی کی، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس علم کے موجد عرب[2] ہیں" اس سلسلہ میں عمر خیام کو نہ بھولنا چاہیئے، جس نے چھٹی صدی کے ابتداء میں وفات پائی +

علم ہندسہ یا جامیٹری

یوں تو عہد عباسی میں یونانی سے نقل ہو چکا تھا چنانچہ خلیفہ مامون عباسی کی آستین پر اقلیدس کی پانچویں شکل بطور زینت کے کڑھی ہوئی تھی، اس شکل کا نام شکل مامون ہی ہوگیا ہے، ساتویں صدی ہجری میں نصیر الدین طوسی نے بڑے مفید اضافے کیئے، جو تحریر اقلیدس کے نام سے مشہور ہیں، اس کے علاوہ یہ سر بفلک عمارتیں جو دنیا کے چپے چپے پر مسلمانوں کے آثار کی شکل میں موجود ہیں، وہ اس فن کے کمال ترقی کی شاہد عدل ہیں۔

---

[1] علوم عرب صـ۲۲ + [2] تمدن عرب صـ۴۱۷

فن طب کی خدمت

فن طب میں بھی اہل اسلام کو یورپ کے استاد ہونے کا فخر بجا طور پر حاصل ہے، اس فن میں جو ترقیاں انھوں نے کیں، اور بے شمار ذخیرہ کتب ان کی مسلسل تحقیقات نے فراہم کر دیا، اسے بیان کرنا ہمارے مقاصد سے باہر ہے، اس لئے ہم صرف یورپین مصنفین کے اقوال سے اس بات کو ثابت کریں گے کہ فن طب میں اہل اسلام کا اثر یورپ پر کہاں تک پڑا ہے۔

یورپ میں سب سے پہلا مدرسہ طبیہ سلرنو (جنوب اٹلی کا مدرسہ تھا) جو مسلمانوں نے قائم کیا، جس نے اٹلی اور یورپ میں فن طب کی تعلیم کو زندہ کیا، مارگولینتھ لکھتا ہے "مسلمانوں کی طب کا اثر یورپ میں مدت دراز تک قائم رہا اور سترھویں صدی تک طب کے لئے عربی زبان کی تعلیم لازمی امر سمجھا جاتا تھا، محمد بن زکریا رازی طبیب الاسلام اور ابن سینا کی تصنیفات سے اب تک اہل یورپ آشنا ہیں۔

چیچک اور اسی قسم کے اور بخاروں کا ذکر جالینوس کے ہاں نہیں تھا یہ رازی کے اکتشافات ہیں۔

فن جرّاحی

فن جرّاحی کا مشہور عالم شیخ ابوالقاسم ابن عباس القرطبی

ا۔ محمد ترم ص ۲۲۳

الاندلسی الزہراوی (المتوفی ۱۱۰۱ء) جسے اہل یورپ البقاسس کہتے ہیں۔ اس نے بہت سے آلات جراحی ایجاد کیے، جن کی تصاویر اس کی کتابوں میں درج ہیں، پتھری نکالنا جو اس وقت جدید عمل سمجھا جاتا ہے، در اصل یہ اسی نامور کی ایجاد ہے، اس مشہور شخص کی تصنیفات پندرھویں صدی میں یورپ میں پہنچیں، بقول ایک یورپین مصنف کے کل جراحوں کا جو چودھویں صدی کے بعد گذرے ہیں، اسی کی تصنیفات پر دارو مدار تھا، اس کی تصنیفات پہلے ۱۴۹۷ء میں لاطینی میں طبع ہوئیں، اُن کی اخیر طبع نہایت جدید ہے جو ۱۸۶۱ء میں ہوئی، اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی طب سے یورپ کب تک فائدہ اُٹھاتا رہا ہے، جس کے اثرات گو آج دھندلے پڑ گئے ہیں، مگر تاریخ کی روشنی میں اسی آب و تاب سے چمک رہے ہیں ؎

علم الکیمیا

علم طب کے دوش بدوش کیمیا نے بھی اطباء اسلام کے ہاتھوں میں نشو و نما پائی، اگرچہ آج اس فن نے بے حد ترقی کر لی ہے، پھر بھی جو جدید انکشافات ہو رہے ہیں، ان کی جڑ وہی چیزیں ہیں، جن کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی تھی، انہوں نے مختلف قسم کے تیزاب نکالے، نائٹرک ایسڈ نائٹرو ہیڈروکلورک ایسڈ وغیرہ، ایجاد کیے، پوٹاس، ایمونیا، نائٹریٹ آف سلور،

کلورائیڈ آف مرکری وغیرہ کیمیاوی مادے تیار کیے، سلفیورک ایسڈ اور الکحل جیسی چیزیں اختراع کیں، اس لئے ڈاکٹر ڈریپر کا یہ کہنا کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ "انھوں نے تیزابوں کی ایجاد اور سائنٹیفک نقطۂ خیال سے علم کیمیا کی صحیح بنیاد ڈالی[1]"

مؤرخ گبن بھی اس بات کا قائل ہے کہ "علم کیمیا اپنے ارتقاء اور اصلیت کے لئے اہل عرب کی سعی وکوشش کا رہین منت ہے، انھوں نے سب سے پہلے تقطیر کے لئے قرع انبیق ایجاد[2] کیا"۔

بارود کی ایجاد

علم کیمیا کی سب سے بیش بہا ایجاد بارود ہے، اس اعلیٰ درجہ کی ایجاد کو ناواقفیت سے اہل فرنگ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ خاص اسلامی ایجاد ہے، اس کی نسبت عیسائی مورخ جرجی زیدان لکھتا ہے:-

(۱) بارود اہل عرب کے یہاں ایک مشہور چیز تھی، اور وہ لوگ اس زمانہ سے نصف صدی قبل ہی اس کا استعمال اپنی لڑائیوں میں کرتے رہے تھے، جس زمانہ میں اہل فرنگ شوٹزس کو اس کا موجد بتاتے ہیں، اور یہ بات بھی ہے کہ تیرھویں صدی

---

[1] انٹیلیکچول ڈویلپمنٹ آف یورپ جلد ۲ ص ۴۰۸

[2] زوال رومن ایمپائر ج ۵ ص ۱۵

عیسوی کے آخر میں اہل عرب نے بارود بنانے کی ویسی ہی ترکیب بیان کی ہے، جیسی کہ آج کل پائی جاتی ہے[1]

(۲) اہل عرب حیرت انگیز مگر خوفناک ایجادات میں ابھی زیادہ مشغول نہ ہونے پائے تھے کہ نہایت اہم نتائج ظہور پذیر ہونے شروع ہوئے، سائنٹیفک نقطہ نگاہ سے تیزابوں کی ایجاد نے علم کیمیا کی صحیح بنیاد ڈالی اور سیاسی نقطۂ نظر سے بارود کی ایجاد نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا[2]

گھڑی کی ایجاد

مسلمانوں ہی نے گھڑی کی ایجاد کی تھی جو زمانہ حال کے تمدن و معاشرت میں جزو لاینفک بنی ہوئی ہے، اور جس کے بغیر دنیا کا کام مشکل چل سکتا ہے، اہل یورپ اور خصوصاً فرانسیسی مؤرخ تو اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سب سے پہلی گھڑی جس کا علم اُن کے ملک میں ہوا، وہ گھڑی تھی جو خلیفہ ہارون الرشید نے ۸۰۷ء میں شارلمین شاہِ فرانس کو بھیجی تھی، اور اس زمانے کے لحاظ سے ایسی عجیب و غریب چیز تھی، جس نے شارل مین کے درباریوں کو حیرت میں ڈال دیا، اور وہ اُسے سحر سمجھنے لگے، یہ گھڑی اس صنعت سے بنائی گئی تھی کہ اس میں بارہ چھوٹے چھوٹے دروازے

---

[1] تمدن عرب ج۱ ص۱۹۹-۲۰۰ [2] انٹیلیکچوئل ڈویلپمنٹ آف یورپ ج۱ ص۴۰۸

رکھے گئے تھے، ہر گھنٹہ گزرنے کے بعد دروازہ کھلتا تھا اور اُس میں سے گھنٹوں کی تعداد کے مطابق تانبے کی گولیاں ایک لوہے کے تھال پر گر کر آواز دیتیں، اور اُس وقت تک یہ دروازہ کھلا رہتا، جب ان بارہ دروازوں کا دورہ پورا ہو جاتا، تو بارہ سواروں کی تصویریں دروازوں سے نکل کر گھڑی کی سطح پر چکر لگاتیں۔

قطب نُما

آلۂ قطب نُما کی ایجاد بھی عربی دماغ کی ممنون ہے اس کا استعمال اہل عرب نے گیارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں کیا، کہا جاتا ہے کہ اس کے موجد اہل چین ہیں۔ مگر بقول لیبان اس کا کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا کہ انہوں نے دریائی سفر میں اس کا استعمال کیا ہو، بخلاف اس کے اہل عرب بڑے جہازران تھے، اور چین سے اس وقت اُن کے تعلقات قائم ہو چکے تھے جب اہل یورپ کو اس ملک کے وجود تک کا علم نہ تھا، وہ لوگ اُسے سمت قبلہ درست کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے اور بری و بحری دونوں طرح کے سفر میں اس سے کام لیتے تھے، ڈاکٹر لیبان اور موسیو سدیو نے بدلائل ثابت کیا ہے کہ اس کے موجد مسلمان تھے اور انہوں ہی نے اسے اوّل اوّل یورپ میں پہنچایا۔

کاغذ سازی

فنِ کاغذ سازی کو رواج دیکر مسلمانوں نے دنیا کو فی الواقع اپنا بہت بڑا احسان مند بنایا ہے، جو بمقابلہ دیگر احسانات کے زیادہ وزنی ہے، اور اس طرح اشاعتِ علم کی وہ مہتم بالشان اور کار آمد خدمت انجام دی، جس کی توقع مسلمانوں کی علم دوست قوم ہی سے ہو سکتی تھی، از منۂ وسطیٰ میں اہل یورپ مدت تک صرف چمڑے پر لکھتے رہے، جو اس قدر گراں تھا کہ کتابوں کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی، اور چند روز میں وہ اس قدر نایاب ہو گیا کہ یونانی و رومی راہبوں نے بڑی بڑی قدیم تصنیفات کے حروف چھیل کر اُن کے صفحوں پر اپنے مذہبی رسائل لکھنے شروع کیے۔ اگر مسلمان کاغذ سازی کو رواج نہ دیتے تو یہ راہب کل قدیم تصنیفات کو جن کے وہ محافظ سمجھے جاتے تھے تلف کر دیتے، انہی مسلمانوں کی بدولت نہ صرف ان کی مذہبی قدیم کتابیں محفوظ رہ گئیں، بلکہ اشاعتِ علوم میں معتدبہ ترقی ہوئی، مشہور مؤرخ گبن کو اس امر کا اعتراف ہے کہ اسلامی ممالک میں سے کاغذ سازی کی بیش بہا صنعت یورپ میں پہنچی، موسیو سدیو لکھتا ہے "۵۰ھ میں سمرقند و بخارا میں ریشم سے کاغذ بنائے جانے لگے تھے اور ۸۶ھ میں یوسف بن عمرو نے ریشم کی بجائے روئی کا کاغذ ایجاد کیا، جو کاغذِ دمشقی کے نام سے مشہور ہے، اور جس کا ذکر مؤرخین یونان نے بھی کیا ہے، اسپین میں پرانے

کپڑوں اور چیتھڑوں سے کاغذ بنانے کے کارخانے عام طور پر قائم ہوگئے تھے، تیرھویں صدی عیسوی میں عربی کاغذ کا قسطنطنیہ میں رواج ہوا، اور وہاں سے فرانس اٹلی، انگلستان جرمنی وغیرہ ممالک یورپ میں پہنچا۔

"عربوں کی جہاز رانی"

مؤلفہ حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے سمندر کی متلاطم موجوں کے اندر جو کارہائے نمایاں کئے تھے ان کی کوئی زندہ یادگار اس وقت موجود نہیں ہے، صرف تاریخوں میں انکی بحری جدوجہد کا متفرق طور پر تذکرہ موجود ہے، لیکن ان پراگندہ معلومات کو اگر ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو دنیا کو صاف معلوم ہو جائے کہ کسی زمانے میں مسلمان بحر و بر دونوں پر چھا گئے تھے، اور انہوں نے جس طرح خشکی میں ہزاروں سر بفلک عمارتیں بنائی تھیں، اسی طرح سمندر کی سطح پر جہازوں کی ایک دنیا آباد کر دی تھی، کتاب مذکور کے اوراق سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی اہل عرب جہاز رانی میں کافی استعداد رکھتے تھے، البتہ دورِ اسلام میں مسلمانوں کی جہاز رانی کا جو سلسلہ عہد فاروقی، عہد عثمانی، اور عہد بنو امیہ، اور عہد عباسیہ میں قائم ہوا، اس سے

لہ ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ ج ۸ ص ۲۷۵

مسلمانوں کے بحری کارناموں میں مزید ترقی ہوتی گئی، عربوں ہی نے سمندروں کی صحیح پیمائش کی ہے، اور اس کے متعلق قدیم فلاسفہ کی بہت سی غلطیاں ثابت کیں، سمندروں کے نقشے مرتب کیے، ہواؤں اور جزیروں سے واقفیت حاصل کی، جہاز رانی کے قوانین مدوّن کیے، سمندروں میں مینار اور لائٹ ہاؤس بنائے، قطب نما ایجاد کیا، یا کم از کم اس سے کام لیا، جہاز سازی کے کارخانے قائم کیے، تجربات پر کتابیں لکھیں، ڈوبے ہوئے جہازوں کے نکالنے کے آلات بنائے غرض اس قسم کی بہت سی معلومات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں فن جہاز رانی نے جو ترقی کی ہے اس کا ابتدائی خاکہ عربوں ہی نے قائم کیا تھا[1]۔

ترقی کا باعث

مسلمانوں کے علمی و عملی کارناموں کی داستان بہت ہی طویل ہے، مگر میں اسے اب ختم کرتا ہوں، مقصد اس داستان سرائی سے یہ ہے کہ مسلمان محسوس کریں کہ مسلمان مسلمان رہ کر نظامِ مادی کے تمام کارخانوں کا موجد منتظم اور سرپرست ہوسکتا ہے اور مسلمان ہونے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری فرمائے گا۔ تو بامِ عروج کے انتہائی زینہ تک ایسی تیزی اور سرعت سے چڑھ جائے گا کہ غیر مسلم اقوام میں اسکی

---

[1] معارف ص ۳۹۴ نومبر ۳۵ء

نظیر ناممکن ہوگی، مسلمان جب قرآن کے پابند تھے، خدا تعالے اُن کا حامی و مددگار تھا، مذکورۃ الصّدر چیزوں کے حصول کا اصلی باعث ہی یہی تھا کہ اُنھوں نے احکم الحاکمین کے قانون پر عمل کیا، اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اُن کی دستگیری کی، دنیاوی علوم میں اُن کی شرح صدر فرمائی، دنیا میں اُنہیں اقوام عالم کا امام بنایا، اور آخرت میں اُنہیں جنت کا مستحق ٹھیرایا، گویا اُنھیں رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً کا پورا مصداق بنایا، در اصل یہ علوم و فنون اور یہ ترقیاں فرع تھیں، اصل اور جڑ اتباع قرآن تھا، جب جڑ خشک ہو چکی ہے تو شاخیں کس طرح ہری بھری نظر آسکتی ہیں، شہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو:- اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے حالات خود نہ بدلیں۔

لہٰذا جب ہم مسلمانان ہندوستان میں قانون الٰہی سے طغیان، عصیان اور عدوان آیا تو اللہ تعالیٰ نے حکومت کو غلامی، عزت کو ذلت، اور راحت کو رنج سے بدل دیا:-

وَمَا ظَلَمْنٰہُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ - ترجمہ:- اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے

دعوت اِلی القرآن

برادرانِ اسلام، آیئے دروازۂ الٰہی پر پھر جبینِ نیاز جھکائیں

مالکُ الملک کے رو برو گڑگڑائیں سابقہ گناہوں سے معافی مانگیں آئندہ کے لئے ایفاءِ عہد بندگی کے نصاب تعلیم کو معمول بہ بنائیں اس کے ان زرین اصول کو شب و روز کا دستور العمل ٹھہرائیں جن پر عمل پیرا ہونے سے دنیا میں حکومت، عزت، راحت اور شادمانی پائیں اور آخرت میں جنت الفردوس کے وارث بنائے جائیں، ورنہ یاد رکھیں، دنیا کے جمیع علوم و فنون میں خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ ہو جائے، اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں باگ نہیں ہے، تو وہ ترقی حقیقت میں تنزّل اور بربادی کا باعث ہوگی۔

آلاتِ حرب کی زحمت

مادی ترقی کرنے والوں میں اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہے اس کے محاسبے کا ڈر ہے تو وہ ترقی سعادت اور رحمت ہوگی امن کی ذمہ دار ہوگی، اخلاق حمیدہ کو انتہائی کمال پر پہنچائیگی ورنہ شقاوت و زحمت ہوگی، بدامنی کی علم بردار ہوگی، اخلاق سوزی کی حامی ہوگی، اس ناقابل تردید مضمون کی شہادت یورپ کی موجودہ ترقی میں پائی جاتی ہے، آج کل یورپ بڑا ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے، آپ کو معلوم ہوگا کہ اٹلی نے حبشہ میں کیا کیا مظالم توڑے، فلسطین میں کیا ہو رہا ہے، تمام سلطنتیں ہوس ملک گیری کو پورا کرنے کے لئے کیا کچھ کر رہی ہیں، بنی نوع انسان کو تباہی کے گھاٹ اتارنے کے لئے کس

کس قسم کے آلاتِ حرب و ضرب تیار کئے جاتے ہیں ، اور طرح طرح کی گیسیں پیغام موت پہنچانے کے لئے بہم پہنچائی جاتی ہیں، مشین گنوں اور بڑے دہانوں کی ہوٹزر توپیں تیار کی جاتی ہیں، جو ستر ستر میل تک انسانی نسل کو مٹانے والی ہوں ، فقط اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ اگر کوئی انسان خشکی سے بھاگ کر پانی میں جاکر پناہ لے تو اُسے عدم آباد میں پہنچانے کے لئے ڈریڈناٹوں پر بڑی بڑی توپیں نصب شدہ ہیں اگر پانی کے اندر چھپنا چاہے تو آب دوزیں اور تار پیڈو اس کی روح قبض کرنے کے لئے آمادہ نظر آئیں گی ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مادی ترقی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو انسانوں پر مسلّط ہے، لہذا اُن کا وجود رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے پیغام حیات نہیں، بلکہ آلۂ موت ہے، اور انسانیت کے لئے باعثِ ننگ و عار ہے*

مہذب یورپ کی خونخواری

علم برداران تہذیب نے ۱۹۱۴ء میں جو جنگ لڑی ہے اس میں انسانی خون کی ارزانی مندرجۂ ذیل اعداد شمار سے ظاہر ہے :-

فہرستِ اموات

روس	سترہ لاکھ
جرمنی	سولہ لاکھ
فرانس	تیرہ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو پندرہ

آسٹریا ہنگری	آٹھ لاکھ
برطانیہ	چھ لاکھ اٹھاون ہزار آٹھ سو چار
اٹلی	چار لاکھ چورانوے ہزار
ٹرکی	دو لاکھ پچاس ہزار

فہرست مجروحین

روس	انچاس لاکھ پچاس ہزار
جرمنی	چالیس لاکھ چوسٹھ ہزار
فرانس	اٹھائیس لاکھ
آسٹریا ہنگری	تیس لاکھ
اٹلی	نو لاکھ انسٹھ ہزار ایک سو اڑتیس
برطانیہ	بیس لاکھ تینتیس ہزار ایک سو بیالیس

مذکورۃ الصدر تعداد ایک جنگ کی اموات اور مجروحین کی ہے، اس جنگ عظیم میں جمیع اقوام مقتولین کی مجموعی تعداد تقریباً ایک کروڑ ہے، اور مجروحین جو آئندہ کام سے تقریباً بے کار ہو گئے، اُن کی تعداد چار کروڑ ہے، اور تمام ممالک کے لاپتہ سپاہیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہوگی اس کے مقابلہ میں حضور انور سیّد الکونین نبی الثقلین کے غزوات و سرایا کی شرح اموات ملاحظہ ہو۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں کم و بیش اسّی لڑائیاں شمار کی جا سکتی ہیں اگر ان تمام غزوات و سرایا کے مقتولین کی تعداد کو جمع کیا جائے تو ایک ہزار

اٹھارہ ہوتی ہے، جو فریقین کے مقتولین کی مجموعی تعداد ہے، جب ایک ہزار اٹھارہ کو اسّی پر تقسیم کیا جائے تو فی جنگ بنیرہ سے بھی کم اوسط نکلتا ہے۔ جو عرب جیسے وسیع ملک کو فتح کرنے کے لحاظ سے بالکل صفر کے برابر ہے۔

کیا وحشی اور ملحد عرب کو متمدن اور متدیّن عرب بنانے، صدیوں اور نسلوں کی عداوت کو مٹا کر اخوت اور روحانیت قائم کرنے اور ڈکیتی اور خونخواری کی وارداتوں کو روک کر امن وامان قائم کرنے کے لئے ایک ہزار اٹھارہ نفوس کی قربانی کوئی بہت بڑی قربانی ہے؟ اس کے مقابلہ میں ذرا دیکھیے کہ فرانس اور امریکہ کو جمہوریت کے قائم کرنے میں کس قدر قربانیاں کرنی پڑیں اور انگلستان کو پارلیمنٹ کے قائم کرنے میں کتنے خون بہانے پڑے، پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مقابلے میں عرب کی استبدادیّت کو فنا کر کے جمہوریت کے استوار کرنے میں گویا ایک خون بھی نہیں بہایا۔

دنیاداروں کی لڑائیوں کو جانے دو، ذرا مقدسین کے حالات پڑھو۔ کہ انھوں نے کیا کچھ کیا، یورپ کی مقدّس مذہبی انجمنوں نے جس قدر نفوس کو ہلاک کیا، ان کی تعداد لاکھوں سے بھی زائد ہے۔

جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب "اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن" میں مذہبی عدالت کے احکام سے ہلاک شدہ نفوس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی ہے، جو عیسائیوں کے ہاتھوں سے عیسائیوں

کی ہوئی تھی، اکیلے ملک اسپین نے تین لاکھ چالیس ہزار عیسائیوں کو ہلاک کیا تھا، جن میں سے تیس ہزار آدمی زندہ آگ میں جلائے گئے، امریکہ کی جنگ آزادی میں سات لاکھ انسان قتل ہوئے[۱]۔

اور خیال کیجئے سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب جیسے وسیع ملک میں فریقین کی صرف ایک ہزار اٹھارہ قربانیوں کے بعد اس قدر روحانی، اخلاقی، مادی اور ملی فوائد حاصل کئے جن کو بحیثیت مجموعی آج تک دنیا کی کوئی قوم اور ملک حاصل نہیں کر سکا۔

متبعینِ قرآن کی راہِ عمل

قرآن نے اپنے متبعین کو مادی ترقی کے تمام راستوں پر گامزن ہونے کی اجازت دی ہے، چنانچہ آپ میری گذشتہ عرضداشت سے اس نتیجے پر یقیناً پہنچ سکتے ہیں کہ اسلام گوشۂ تنہائی میں بیٹھنا یا کتابوں کا کیڑا بننا نہیں سکھاتا، بلکہ ایک مسلمان اعلیٰ سچا اور پکا مسلمان رہ کر علوم دنیاوی کے ہر شعبے میں ترقی کر سکتا ہے، مثلاً ایک مسلمان اعلیٰ درجہ کا ڈاکٹر مسیح الملک شفاء الملک بھی ہو سکتا ہے، اور اعلیٰ درجہ کا فلسفی، مہندس ماہر علم ہیئت اور بہترین ریاضی دان بھی ہو سکتا ہے، ایک مسلمان اعلیٰ درجہ کا سیاح، بہترین مؤرخ اور جغرافیہ دان بھی ہو سکتا ہے مسلمان تجارت کی منڈیوں کا سب سے بڑا سوداگر اور فن جہاز رانی

---

[۱] سچ ۱۴ر نومبر ۱۹۳۵ء

میں ممتاز درجہ پا سکتا ہے۔

لیکن مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان ہونے کے مندرجۂ ذیل اصلاحی پروگرام کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ جو قرآن حکیم نے ان کے لئے تجویز کیا ہے، اس اصلاحی پروگرام میں انفرادی اور اجتماعی اقتصادی اور سیاسی زندگی کا نظام العمل پایا جاتا ہے

انفرادی زندگی کا اصلاحی پروگرام

تفصیل اصلاحات

پہلی اصلاح تعلق باللہ کی درستی، یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مقصد حیات انسانی اصلاح تعلق باللہ ہے، چنانچہ اس کے متعلق دفعات ذیل ملاحظہ ہوں :۔

(ا) اے انسان خدا تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی حاجت روا نہیں ہے۔

(ب) تیری تکالیف کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

(ج) سوائے خدا کے تیرا کوئی معبود نہیں ہے۔

(د) سوائے خدا کے تیرا کوئی مسجود نہیں ہے۔

دوسری اصلاح۔ قرآن نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا ہے اور اصلی زندگی آخرت کی ہے :۔

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (عنکبوت۔ رکوع ۷)

ترجمہ :- اور یہ دنیا کی زندگی بجز کھیل اور تماشے کے اور کچھ بھی نہیں ہے، اور اصل زندگی آخرت کی ہے، اگر انہیں اس چیز کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے ٭

تیسری اصلاح۔ مسلمان کو دنیا کے ہر کام میں رضائے الٰہی کا طالب ہونا چاہیے تاکہ اُس کا ہر عمل اس پاک نیّت سے صالح کہلائے اور نجات آخرت کا ذریعہ بنجائے ۔

ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۔ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ترجمہ :- پھر پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے اور اُن پر بالکل ظلم نہ ہوگا کیا جس شخص نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اس شخص کی مثل ہوسکتا ہے جو اللہ کے غضب سے لوٹا، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور وہ بُرا ٹھکانا ہے ٭

چوتھی اصلاح :- قرآن نے مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ جان اور مال تیرا نہیں ہے، تجھے ان کے عوض میں خدا تعالیٰ سے جنت لینی ہے :- قولہ تعالیٰ - اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ الآیۃ ۔

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلہ میں خرید لیئے ہیں ۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ مسلمان کی کوئی نقل و حرکت اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں ہوگی اس کی زندگی کا ایک

ایک لمحہ اس کی کمائی کی ایک ایک کوڑی بامرالٰہی صرف ہو گی مثلاً ایک سچا مسلمان تضییع مال، تضییع اوقات اور تضییع ایمان کے ڈر سے سینما اور تھائیٹر جیسے مراکز فسق و فجور میں قدم نہیں رکھے گا جب اس کا گزر ایسی بیہودہ جگہوں سے ہو گا، تو شریفانہ گزر جائیگا قولہ تعالیٰ:۔ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ طور پر گزر جاتے ہیں۔

پانچویں اصلاح۔ قرآن نے مسلمان کو یہ پیغام دیا ہے، تیری پیدائش کی غرض و غایت جلب زر، حصول جاہ، تعمیر مکانات عالیہ، فتوحات ملکیہ نہیں ہے، تو خدا کا بندہ ہے، بندگی کا حق ادا کرنے کیلئے آیا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ترجمہ:۔ میں نے جنوں اور انسانوں کو سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں، میں ان سے رزق نہیں چاہتا، اور میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایک سچا مسلمان اسباب تعیش کو کبھی اپنی زندگی کا نصب العین نہیں بنائے گا۔

چھٹی اصلاح۔ قرآن نے مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ ایک سچے مسلمان کو دنیا کا کوئی کاروبار یاد الٰہی کے فرائض سے

غافل نہیں کر سکتا، اور نہ شہنشاہی دربار (مساجد) کی پنج وقتہ حاضری میں مانع ہو سکتا ہے:-

قولہٗ تعالیٰ - فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (نور. رکوع ۵)

ترجمہ:- وہ ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے ہیں) جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے، ان (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح اور شام اللہ کی پاکی (نمازوں میں) بیان کرتے ہیں، جن کو اللہ کی یاد سے اور (بالخصوص نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے۔ اور نہ فروخت (اور) وہ ایسے دن کی دارو گیر سے ڈرتے ہیں، جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی

ساتویں اصلاح - قرآن حکیم نے اپنے متبعین کو اعلیٰ درجے کا با اخلاق بننے کی ہدایت کی ہے۔ اگرچہ جزاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کے قاعدہ کی بنا پر ظالم سے انتقام لینے کی اجازت ہے، مگر اخلاق کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ برائی کی بجائے بھلائی کرے:-

قولہٗ تعالیٰ:- اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (حٰمٓ السجدہ۔ رکوع ۵)

ترجمہ :- بدی کو اس خصلت کے ساتھ دفع کر جو بہت اچھی ہو، پس ناگہاں وہ شخص جسے تم سے عداوت ہے (ایسا ہو جائے گا) گویا وہ قرابت والا دوست ہے، اور یہ بات ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے ۔

آٹھویں اصلاح۔ مسلمان کی اجتماعی زندگی کا اصلاحی پروگرام :-

(الف) فرامین الٰہیہ یعنی قرآن اور احادیث نبویہ کو پیش نظر رکھ کر رہنمایان قوم کی اطاعت کرنا تمہارا فرض ہے :-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ الآیہ (سورۃ النساء رکوع ۵)

ترجمہ :- مسلمانو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اپنے مسلمان حاکموں کی فرماں برداری کرو ۔

(ب) مسلمانوں کا باہمی جھگڑا ہو جائے۔ تو پنچایتوں میں اس کی صلح کرا دو، تاکہ مقدمہ عدالت میں نہ جائے :-

قولہ تعالیٰ۔ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا۔ الآیہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (حجرات رکوع ۱)

ترجمہ :- اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان کی صلح کرا دو ۔

سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان سب بھائی ہیں، لہذا اپنے

بھائیوں میں صلح کرادو، اور خدا سے ڈرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ

(ج) کوئی مسلمان کسی بھائی پر تمسخر نہ اڑائے

قولہ تعالیٰ۔ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ الآیہ (حجرات رکوع ۲) | نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے۔

(د) ایک دوسرے کو طعنہ مت دو:۔

قولہ تعالیٰ ۔ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ الآیہ (حجرات۔ رکوع ۲) | اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر۔

(ہ) آپس میں برے لقبوں سے مت پکارو:۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ الآیہ (حجرات۔ رکوع ۲) | اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔

(و) تحقیق کئے بغیر کسی کے متعلق کوئی گمان فاسد دل میں مت لاؤ:۔

قولہ تعالیٰ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ الآیہ (حجرات۔ رکوع ۲) | اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو۔

(ز) کوئی مسلمان کسی مسلمان کے خلاف پراپیگنڈا نہ کرے:۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا الآیہ۔ (حجرات رکوع ۲) | اور نہ بد کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو۔

اقتصادیات اور قرآن

نمبر ا اصلاح۔ فضول خرچی سے بچو، اگر مسلمان ان ہدایات

پر عمل پیرا ہو تو افلاس و ناداری یقیناً دور ہو جائے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۰
(بنی اسرائیل رکوع ۳) ترجمہ:- رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو حق دیدے، اور فضول خرچی نہ کر۔

وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۳)

ترجمہ:- اپنے ہاتھ کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا نہ رکھ اور بہت زیادہ کشادہ بھی نہ رکھ، پھر تو بیٹھ رہے گا ملامت کیا ہوا پچھتاتا ہوا۔

دسویں اصلاح - قرآن کا سیاسی نظام۔ اگر ان اصول سیاسیات پر مسلمان عمل پیرا ہوں، تو میدان سیاست میں کبھی شکست نہیں کھا سکتے۔

(ا) میدان جنگ میں اپنے افسر کی اطاعت کرو:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ

ترجمہ:- اے مسلمانو، اللہ اور اس کے رسول اور اپنے مسلمان حاکموں کی فرمان برداری کرو۔

(ب) دشمن کے مقابلے میں میدان جنگ میں باہمی جھگڑوں سے بچو:-

قولہ تعالیٰ - یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۰ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

(انفال ۔ رکوع ۶)

ترجمہ :- اے مسلمانو، جب تم دشمن کے مقابلہ میں جاؤ تو ثابت قدم رہو، اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کرو، آپس میں نہ جھگڑو۔ پس سست ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہو

(ج) فرض منصبی کے ادا کرنے میں کسی قسم کی خیانت نہ کرو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ (انفال)

ترجمہ :- اے مسلمانو، اللہ اور اس کے رسول اور آپس میں ایک دوسرے کی امانت میں خیانت نہ کرو۔

ضروری عرض داشت

اسلام کے متعلق ہمارے ہر دعویٰ کی صداقت کا معیار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہے، عبادات، معاملات، تمدن، معاشرت، اقتصادیات اور سیاسیات میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا رنگ ہو گا تو ہم مسلمان ہیں، اگر یہ نہیں ہے تو ہمارے زبانی دعووں سے کچھ نہیں بن سکتا:۔

قولہ تعالیٰ۔ لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَ لَاۤ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ترجمہ :- اے مسلمانو! تمہاری اور اہل کتاب کی آرزوؤں پر فیصلہ نہیں ہے، جو شخص برائی کریگا سزا پائیگا

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ترجمہ :- اور ہدایت کے واضح ہونے کے بعد جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا، اور مسلمانوں کے راستہ کے خلاف کوئی دوسرا راستہ چلے گا ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہو کرنے دیں گے اور (آگے چل کر) اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے ۔

تباہی کا باعث

برادران اسلام ۔ مجھے اجازت دیجئے کہ رخصت ہونے سے پہلے اس عنوان پر آخری چند کلمات عرض کر دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ۔
لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ ۔ ترجمہ (اے مسلمانو) تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ بھر تابعداری کروگے
یہود کے امراض میں سے ایک مرض یہ بھی تھا کہ عقیدہ میں اپنی آسمانی کتاب (تورات) کو سچا جانتے تھے، اور عمل میں اس سے بے اعتنائی کرتے تھے، وہی حالت آج کل ہماری ہے، عقیدہ کے لحاظ سے قرآن حکیم کے ایک ایک لفظ پر ایمان ہے، عمل کے لحاظ سے (باستثناء افراد عدیدہ) قرآن سے عملاً اعراض ہے کیا جس طرح دنیا کے دوسرے علوم و فنون کے حاصل کرنے

کے لئے دماغ صرف کیا جاتا ہے، اتنی محنت اس پاک کتاب کے مطالب سمجھنے کے لئے کیجاتی ہے؟ کیا جس طرح دوسرے علوم و فنون دنیوی کے حاصل کرنے کے لئے ماہرین فن کی تلاش کیجاتی ہے، اسی طرح بہتر سے بہتر قرآن دان علماء کی تلاش بھی کی جاتی ہے؟ کیا جس طرح سائنس کے تجربات کے دیکھنے کے لئے تجربہ کار سائنس دان کے سامنے زانو تلمذتہ کیا جاتا ہے؟ کیا قرآن کا عملی رنگ اپنے اوپر چڑھانے کے لئے عامل قرآن کی تلاش کیجاتی ہے؟ کیا اگر قرآن عزیز پر عمل پیرا ہوں تو، ہم اسی طرح ہر لحاظ سے ذلیل وخوار نظر آئیں؟ قرآن پر عمل کرنے والوں کے لئے تو یہ ارشاد ہے:-

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ترجمہ:- اور تم ہی سب سے برتر رہوگے، بشرطیکہ تم مؤمن رہے۔

کیا اللہ تعالیٰ جس قوم کا مددگار ہو، وہ ہم جیسی بے یار و مددگار، ذلیل و رسوا ہو سکتی ہے؟

قولہ تعالیٰ:- اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ
ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں۔

یہ یاد رہے کہ موجودہ حالت کبھی بدل نہیں سکتی جب تک ہم خود بدلنا نہ چاہیں۔

کس قسم کی تبدیلی

ہم نے آج کل اسوۂ حسنۂ محمدیؐ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ

والسلام کو چھوڑ کر اسوۂ یورپ کو اختیار کیا ہے، صورت و سیرت، وضع و قطع، تمدن و معاشرت، غرضکہ ہر چیز میں ہم یورپ کے نقال ہیں، یہاں تک کہ ہم نے اپنا ذوق بھی اُن کے ذوق کے تابع بنا لیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونے کی طرف دعوت دے اُسے اولڈ فیشن، دقیانوسی مُلا، تنگ خیال و تاریک خیال کے بُرے القاب دیئے جاتے ہیں، ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ یورپ میں بعض خوبیاں بھی ہیں ان کے لینے سے انکار نہیں ہو سکتا، مگر واقعہ اس کے خلاف ہے یورپ کی برائیاں تو ہمارے نوجوان ساری لے لیتے ہیں اور خوبیوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

میں مانتا ہوں کہ یورپین لوگوں میں مثلاً مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

مفاد ملت پر ذاتی اغراض کو قربان کرنا۔

قوم فروشی کو بد ترین گناہ سمجھنا۔

اپنے فرض منصبی کو دیانت سے نباہنا۔

اوقات کی پابندی کا خیال رکھنا۔

اپنے افسر کی پورے طور پر اطاعت کرنا۔

اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے اپنے ہم وطنوں ہی کو فائدہ پہنچانا۔

برادران اسلام، ہم میں سے شاذ و نادر ہی کوئی ایسا ہو گا جو مذکورہ بالا خوبیاں اُن سے اخذ کرے، اور بہت ہی کم

نوجوان ایسے نکلیں گے جو یورپ کی مندرجہ ذیل برائیاں اخذ نہ کریں۔ مثلاً تفریحات یورپ، سینما ٹاکیز میں جانا، گراموفون بجانا، ہارمونیم کا شوق رکھنا، عورتوں کو بے پردہ ساتھ لئے پھرنا، ظاہری نمائش پر بے دریغ روپیہ صرف کرنا وغیرہ۔

معذرت

برادرانِ عظام، مجھے امید ہے کہ میری اس تلخ نوائی پر آپ کو ملال نہیں ہوگا، میں اور آپ ملت اسلامیہ کے ایک ہی رشتہ میں منسلک ہیں، سردار دو جہان کا فرمان ہے:۔
اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اِشْتَکٰی کُلُّہٗ وَاِنِ اشْتَکٰی رَاْسُہٗ اِشْتَکٰی کُلُّہٗ ترجمہ:۔ سب مسلمان ایک انسان کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ بیمار ہے، تو سارا وجود بیمار ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو۔ تو بھی سارا وجود بیمار ہے۔

لہٰذا میں آپ کا ہوں، اور آپ میرے ہیں، مجھے حق ہے کہ جو چیز آپ کے لئے مضر خیال کروں، اس سے مطلع کروں اگر آپ یورپ والوں کی خوبیاں لیں، تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا
ترجمہ:۔ حکمت کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں پائے، اس کا وہ زیادہ مستحق ہے۔

آخری کلمات

اس جامعہ ملیہ کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ اس کی سیادت ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی کے ہاتھ میں ہے، جو آدمیت اور شرافتِ نفس کا مجسمہ ہیں، اسی وجہ سے طلبہ میں نہایت اچھے اخلاق پیدا ہو رہے ہیں، اور مزید ترقی کی امید ہے، اس کے بعد میں شیخ الجامعہ صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ بلحاظ ارشاد نبوی: اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ۔

ترجمہ :۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے، اور ہر حاکم سے اپنی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی ۔

آپ کا فرض ہے کہ طلبہ کو معتقدات اور اعمال میں سلف صالحین کے اسوۂ حسنہ کا پابند بنائیں اور کوشش کریں کہ ان کی نظروں میں قرآن عزیز دوسرے تمام علوم و فنون سے بڑھ کر ضروری اور قابل توجہ ہو جائے، قرآن حکیم کے قالب میں اپنے آپ کو ڈھالنا فخر خیال کریں، اور قرآن حکیم کیطرف توجہ کرنے میں ضرورت حدیث بھی محسوس کریں، کیونکہ تمسک بالحدیث کے سوا اتباع قرآن ناممکن ہے، کیونکہ قرآن حکیم عربی زبان میں ہے، عربی زبان میں وسعت ہے، اس کے علاوہ اس امر کے معلوم کرنے کی بھی ضرورت رہتی ہے کہ کن حالات اور کن اسباب کے ماتحت یہ احکام نازل ہوئے ہیں لہذا اس

کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث ان کی مراد کو بیان فرمائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور انور کے ارشادات پر مہر توثیق لگادی ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ ترجمہ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے نہیں

بولتے سوائے اس کے نہیں کہ وہ وحی ہے جو وحی کیجاتی ہے

کہ آپ جو فرمائیں گے، وہ میری مراد ہی سمجھی جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا، یا عمل کرکے دکھایا، صحابہ کرام کی وساطت سے نسلاً بعد نسل ہم تک پہنچا، اس کا نام حدیث شریف ہے، لہذا یہ چیز بھی طلبہ کے ذہن نشین کرنی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہی مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر حدیث شریف سے انسان دست بردار ہو جائے تو اسکا الحاد میں پھنس کر من یشاقق الرسول کے جرم میں مبتلا ہونا یقینی ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ALMARIFAT

فہرستِ مضامین

۱- شکریہ
۲- ملی منازل
۳- مقصد تخلیق
۴- حسن اشیاء
۵- اشرف مخلوقات
۶- انسان کی درماندگی
۷- ضروریات روحانی
۸- ملکیت کی استدعاء
۹- انسان کی دو زندگیاں
۱۰- حاصل سخن
۱۱- قبولیت دعا
۱۲- مختلف پہلو
۱۳- اسلام کی برکت
۱۴- یورپ کا اقرار
۱۵- سلطنت اسلامی کی وسعت
۱۶- اسلام کی سرگرمیاں
۱۷- مسلمانوں کی روز افزوں ترقی
۱۸- مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیاں
۱۹- مسلمانوں کی علمی خدمات
ا- تراجم اور فلسفہ یونان
ب- مصنفین یورپ کا اقرار
ج- تاریخ کی خدمت
د- جغرافیہ
ہ- ہیئت و نجوم
و- الجبر و المقابلہ
ز- علم ہندسہ
ح- فن طب کی خدمت
ط- فن جراحی
ک- بارود کی ایجاد
ل- گھڑی کی ایجاد
م- قطب نما
ن- کاغذ سازی
س- عربوں کی جہاز رانی
۲۰- ترقی کا باعث
۲۱- دعوت الی القرآن
۲۲- آلات حرب کی زحمت
۲۳- تہذیب یورپ کی خونخواری
۲۴- متبعین قرآن کی راہ عمل
۲۵- انفرادی زندگی کا اصلاحی پروگرام
ا- پہلی اصلاح
ب- دوسری اصلاح
ج- تیسری اصلاح
د- چوتھی اصلاح
ہ- پانچویں اصلاح
و- چھٹی اصلاح
ز- ساتویں اصلاح
ح- آٹھویں اصلاح
۲۶- اقتصادیات اور قرآن
۲۷- ضروری عرضداشت
۲۸- تباہی کا باعث
۲۹- کس قسم کی تبدیلی
۳۰- معذرت
۳۱- آخری کلمات

ALMARIFAT

قرآن حکیم کی نئی تفسیر

مرتبہ حضرت مولٰنا حاجی احمد علی صاحب

حضرت مولٰنا مولوی حاجی احمد علی صاحب مد ظلہ العالی قرآن حکیم کی خدمت بصورت درس و تدریس ایک عرصہ سے جس تندہی اور جانفشانی سے کر رہے ہیں وہ پنجاب کیا بلکہ تمام ہندوستان کی مسلم آبادی سے پوشیدہ و مخفی نہیں چنانچہ شہر لاہور دروازہ شیرانوالہ مسجد لائن سبحان خان میں صبح کیوقت انگریزی دان اور ملازمت پیشہ اصحاب تعلیم قرآن سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں تو شام کیوقت وہاں ہی سکولوں اور کالجوں کے طلبہ مستفید ہوتے ہیں تحریری طور پر مولٰنا نے جو دین الٰہی کی خدمت کی وہ ظاہر و باہر ہے چنانچہ انجمن خدام الدین کیطرف سے اسوقت تک ساٹھ لاکھ دس ہزار کی تعداد میں ۱۲۳ اصلاحی رسالجات شائع ہو چکے ہیں جو مفت تقسیم ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ مولٰنا ہی کے وجود مسعود کی برکت سے ہو رہا ہے بعض مخلص احباب کی مخلصانہ درخواست پر مولٰنا نے قرآن حکیم کی تفسیر لکھنا شروع فرمائی ہے چنانچہ بطور نمونہ سورہ علق یعنی فتح حق۔ سورہ عصر جسمیں عروج اقوام کے اسباب سورہ قریش جسمیں فرائض علماء کرام و صوفیائے عظام۔ سورہ کوثر جسمیں اصول ہزیمت اعداء اسلام۔ سورہ معوذتین جسمیں مصائب میں جائے پناہ کے مضامین درج ہیں۔ بوضاحت بیان فرمائے ہیں لکھائی چھپائی کاغذ نہایت دیدہ زیب جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جمیع مسلمانان ہند سے واثق امید ہے کہ حضرت مولٰنا کی اس سعی جمیل سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ ہدیہ معہ محصولڈاک سورہ علق ۵/ سورہ عصر ۲/ سورہ قریش ۲/ سورہ کوثر ۲/ معوذتین ۲/ نوٹ:- پانچوں تفسیریں مجلد اگر چہ پیسہ چار آنے بذریعہ منی آرڈر بھیجکر رجسٹرڈ طلب فرمائیں ان رجسٹرڈ بھیجنے کی صورت میں گم ہونیکا خطرہ ہے وی پی نہیں بھیجا جاتا +

گلدستہ صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ حضرت مولٰنا حاجی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف اور مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زاید نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اسکی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ اسکو نہایت خوبصورت جیبی سائز پر طبع کرایا گیا ہے۔ مقامی حضرات مجلد پانچ آنے میں لے سکتے ہیں بیرونی حضرات مجلد کیلئے چھ آنے ---- کے ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں

المعلن

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بذریعہ منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پیکٹ منگوا لیجئے انکی مفصل فہرست دیکھنی ہو تو نمونہ کے ٹکٹ بھیج کر منگوا کر دیکھئے

خلاصۃ المشکوٰۃ

مع الترجمہ

من احقر الانام احمد علی عفا اللہ عنہ

ہدیہ - عہ